تُسی کتھے او

جہان تازہ ف۔ر۔ی

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور نظام ہے کہ ہر انسان ایک وقت مقررہ کے لیے اس دنیا میں آتا ہے اور اپنی دنیاوی زندگی کے دن گزار کے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ جاتا ہے' خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی حیات مستعار کے یہ ایام اس انداز سے گزار جاتے ہیں کہ موت کے وقت انہیں پیغام دیا جاتا ہے الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون اور جب وہ موت کی گھاٹی عبور کر جاتے ہیں تو انہیں آواز دی جاتی ہے۔ یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یہ سعید روحیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم سے لطف اندوز ہوتی ہی ہیں دنیا میں بھی اچھے الفاظ میں ان کے تذکرے ہوتے ہیں اور ان کے کارناموں سے ان کے مرنے کے بعد بھی ایک جہان مستفید ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا فلنحیینه حیوة طیبة ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز اور گنہگار بندے اللہ تعالیٰ سے یہ قوی امید رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارے ممدوح محسن اہل حدیث' ذہبی دوراں۔ مورخ اسلام مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمہ اللہ تعالی رحمة واسعة کا شمار بھی انہی خوش بخت لوگوں میں فرمائیں گے۔ان شاء اللہ

مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ رب العزت کے ودیعت کردہ تقریباً 91 سال اس انداز سے گذار کر گئے ہیں کہ ان کو جاننے والا سارا جہان ان کی نیکی' تقویٰ و پرہیز گاری' دیانت داری' عاجزی و انکساری' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' قرآن وحدیث کی تفسیری وتشریحی اور دفاعی خدمات' اولیاء اللہ سے محبت' حاملین کتاب وسنت کی خدمت' سلف صالحین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ومحدثین کی خوشہ چینی' ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے عقیدت' تکبر غرور اور نخوت سے پاک اور سراپا شکر وسپاس سے بھرپور زندگی گزارنے کی گواہی دیتا ہے۔ ناطق وحی پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔انتم شهداء الله علی الارض (لوگو! تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو جیسی تم گواہی دو گے اللہ تعالیٰ مرنے والے کے ساتھ اس طرح کا

معاملہ فرمائیں گے۔) مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز سے خوبصورت زندگی گزاری ہے کہ بچے' بوڑھے اور جوان بلاتفریق ان سے محبت کرتے تھے ان سے تعلق اور وابستگی کو اپنی سعادت سمجھتے تھے حتی کہ اگر کسی کو ان کے ساتھ چارپائی' صوفے' یا ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا موقع مل جاتا تو وہ پھولے نہیں سماتا تھا۔اس کی بڑی اور واحد وجہ بھٹی صاحب کی عاجزی وانکساری اور عوامی زندگی تھی کہ جہاں کسی قسم کا کوئی تکلف نہ تھا نہ رہن سہن میں نا ہی کھانے پینے اور گفتگو میں۔ ماضی قریب میں شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اگر کسی کو محبت عامہ حاصل ہوئی تو وہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کی بے تکلفی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان سے ملنے والا ہر بچہ وجوان ان کی شفقت و نرمی کی بنا پر یہی سمجھتا تھا کہ بھٹی صاحب سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت کرتے ہیں۔ ہفتے دس دن میں راقم سے فون پر رابطہ ہو جاتا اور مہینے میں ایک آدھ ملاقات' بھٹی صاحب کو جب بھی فون کیا تو سلام کے جواب کے بعد ان کا پہلا سوال ہوتا تھا ''تُسی کتھے او'' اور اگر بھٹی صاحب فون کرتے تو نام لے کر کہتے...... تُسی کتھے او۔'' 21 دسمبر کو دوپہر کے وقت محترم سعید احمد بھٹی صاحب کا فون آیا کہ حضرت بھٹی صاحب بیمار ہیں ان کے لیے دعا کرنا۔ عصر کی نماز کے وقت میں نے حضرت شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع دی اور دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت شیخ صاحب نے نماز کے بعد نام لے کر بڑی لمبی دعا کی۔ بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سردی کے موسم میں بہت احتیاط کرتے تھے لیکن کچھ سالوں سے ان کی ٹانگ میں درد ہو جاتا تھا میں نے اس بیماری کو معمولی موسمی اثرات پر محمول کیا لیکن شام کو جب میں نے دوبارہ فون کر کے خیریت معلوم کی تو تشویش ناک صورتحال سامنے آئی لیکن محترم سعید احمد بھٹی صاحب مسلسل تسلی دیتے رہے اور لاہور آنے سے منع کرتے رہے کہ ڈاکٹر حضرات علاج کر رہے ہیں اس لیے آپ انتظار کریں ممکن ہے آپ ہسپتال آئیں لیکن آپ کی ملاقات نہ ہو۔ اسی طرح رات 2 بجے تک میں لحہ بہ لحہ کی صورت حال سے آگاہی حاصل کرتا رہا رات 12 بجے کے بعد تو عزیز القدر حافظ حسان سعید بھٹی نے کہنا شروع کیا۔ کہ اب حالت بہت بہتر ہے احباب کی دعائیں رنگ لائی ہیں اللہ تعالیٰ نے صحت دے دی ہے۔22 دسمبر کو جامعہ سلفیہ میں دو اہم تقریبات تھیں میں نے خیال کیا کہ چلو اب طبیعت تو بہتر ہے پروگرام سے فارغ ہو کر زیارت کے لیے حاضر ہوں گا لیکن۔...... آہ...... فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ابھی اپنے کمرے میں پہنچ کر میں نے کوئی آدھ رکوع ہی قرآن مجید کی تلاوت کی تو بھٹی صاحب کے

نمبر سے فون آیا فوری طور پر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ سعید بھٹی صاحب کا فون ہوگا وہ دعا کا کہیں گے لیکن جونہی فون آف کیا محترم سعید صاحب نے روتے ہوئے بتایا کہ بھٹی صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون

چنانچہ فوری طور پر مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب کو اطلاع دی اور گذارش کی کہ فلاں فلاں صاحب کو میں نے اطلاع کر دی ہے جن دوستوں کے نمبر آپ کے پاس ہیں ان کو آپ اطلاع دے دیں۔ پھر جامعہ کی مسجد میں اعلان کر دیا گیا تو حضرت شیخ الحدیث اسی وقت تشریف لے آئے گلے مل کر رونے لگ گئے اور فرمانے لگے کہ جب اعلان کرنے والے نے یہ الفاظ کہے کہ ''حضرات ایک ضروری اعلان سنیئے'' ابھی اس نے نام نہیں لیا تھا کہ میں سمجھ گیا کہ اعلان مولانا اسحٰق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا ہوگا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

اب میں بار بار فون پر جنازے کے پروگرام وغیرہ کے متعلق معلوم کرتا ہوں اور ہر بار یہ سوچتا ہوں کہ دوسری طرف سے بھٹی صاحب کی شفقت بھری آواز آئے گی۔ ''تُسی کتھے او'' لیکن وہ تو اب ایسے مقام پر جا چکے تھے کہ نہ وہ مجھ سے پوچھ سکتے تھے اور نہ ہی میں انہیں بتا سکتا تھا کہ میں.......... شام کو جامعہ کے اساتذہ وطلباء دو بسوں کے ذریعے اپنے اس عظیم محسن کو الوداع کہنے کے لیے جڑانوالہ روانہ ہوئے عشاء کے بعد ڈھیسیاں میں ان کی نماز جنازہ کے بعد ایک جم غفیران کے دیدار وزیارت کے لیے دھکم پیل کر رہا تھا جب بھٹی صاحب کا مطمئن خوبصورت چہرہ دیکھا اور انکی پیشانی کا بوسہ لیا تو میرا جی چاہا میں آواز دوں ''بھٹی صاحب تُسیں کِتھے چلّے اوں'' لیکن مجھے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد آیا۔ **انک لا تسمع الموتیٰ** کہ فوت ہو جانے والے لوگوں کو آپ اپنی کوئی بات نہیں سنا سکتے ہاں اللہ تعالیٰ جو چاہے سنا دے یہ اس کی مرضی ہے کیونکہ وہ سنانے کی قدرت رکھتا ہے کوئی قانون وضابطہ نہیں۔

رات کے تقریباً ساڑھے دس بجے کا وقت ہوگا کہ ہم علم وعمل کے اس پہاڑ اور محبت وشفقت کے مجسمے اہل حدیث جماعت کے محسن اور برصغیر کی تقریباً ایک صدی کی تاریخ کے چشم دید گواہ اور اپنی درجنوں کتب اور ہزاروں مضامین میں مرحومین کے لیے بخشش اور موجودین کے لیے صحت وسلامتی کی پُرخلوص دعائیں کرنے والی عظیم بزرگ ترین ہستی کو منوں مٹی تلے دفنا کر دعا کر رہے تھے۔

اللھم اغفرله و ارحمه و عافه واعف عنه وادخله جنة الفردوس (آمین)